ابتدائیہ

محترم قاری آپ ہی اس شمارے کی قدرو افادیت کے صحیح قدر افزائی یا تنقید کا حق رکھتے ہیں۔ اس میں شائع شدہ مضامین ادب اور زبان اور اس کے مختلف پہلوؤں کے بارے سوالات ہی تو ہیں۔ معیار کے ان مضمون نگاروں نے کئی اقسام کے سوالات اٹھا کر تحقیقی، تخلیقی اور نظری مباحث کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ادبی اور تحقیقی جرائد اور یونیورسٹی کے تعلیم کے عمل میں سوالات زندگی اور موت کا معاملہ ہیں۔ سوالات سے ہی یونیورسٹی زندہ رہتی ہے۔ یونیورسٹی کی تعلیم اور نصاب کی سطح کا تعلیمی عمل تو کالجز میں بھی موجود ہے لیکن یونیورسٹیوں کو یہ اختصاص حاصل ہے کہ یونیورسٹی سطح کی تعلیم طالب علموں میں سوالات اٹھانے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے ۔سوالوں کے جوابات جو بھی ہوں، سوال کو بذات خود ایک معیار اور خود اپنی قدر آپ ہونا چاہیے۔ یونیورسٹی کے نصاب میں درسی کتب اور گائیڈوں کی بجائے طالب علموں کی کتاب سے وابستگی بہت ہی اہم عمل ہے۔ اس لیے کتاب کے مطالعے سے طالب علم کے ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں اور یونیورسٹی کے اساتذہ کمرۂ تدریس میں سوالات کے جوابات دینے کے پابند ہیں۔ سوال کی حوصلہ شکنی تدریس کے لیے سب سے مہلک بیماری ہے یہ تو ہوسکتا ہے کہ طالب علم کے سوال کا جواب نہ دیا جائے لیکن تدریس کے پیشے کی اخلاقیات میں سوال کرنے والے طالب علم کو مختلف حربوں سے رد کرنا، نظر انداز کرنا اور حوصلہ شکنی کرنا نہایت ظالمانہ ہے۔ یونیورسٹی ہی سماج کا واحد ادارہ ہے جس میں سوال اٹھتا ہے اور اٹھنا چاہیے ۔ تدریسی مذاکرہ، مجادلہ اور مباحثہ کو یونیورسٹی ہی فروغ دے سکتی ہے۔

آج کے یونیورسٹی طالب علم کے ذہن میں سوالات کی بھرمار ہے۔اساتذہ کو ان کے جوابات بھی دینے چاہیں اور طالب علم کے اندر سوال کی اہمیت زندہ بھی رکھنی چاہیے۔ سوال کو سماج اور عصر کے مرکزی بیانیے سے منسلک کرکے جواب کو پیش کرنے میں استاد کو کلاس روم کے ڈسپلن سے کچھ وقت کے لیے انحراف بھی کر لینا چاہیے۔ ادب و زبان کی تعلیم میں معاملہ سماج اور عصر سے جڑا ہوتا ہے کیونکہ ادب اور زبان جمالیاتی مظہر اور عصری آگہی دونوں اہم ہوتے ہیں۔ عصری عکاسی کے تحت زندگی سے معاملہ کرتے ہوئے ادب کو فلسفہ اور تاریخ دونوں ڈسپلنز میں آمدورفت جاری رکھنی پڑتی ہے اور اب تو ادب میں بین العلومی اور بین المتونی نظری مباحث کے تحت ہی ادب دیکھا، سمجھا اور پرکھا جا رہا ہے۔ اس لیے اب ادب و زبان کی تدریس کے لیے زندگی اور زندگی سے ابھرنے والے مسائل اور سوالات سے اساتذۂ ادب کو واسطہ پڑتا ہے۔ان زندہ سوالوں کو تدریس کے عمل میں خوش آمدید کہنا چاہیے۔ اب ادب کی تدریس محض رسمی کارروائی کی نسبت ذہنی اور فکری عمل زیادہ بن چکی ہے۔ اس لیے طلبہ کے سوالات کو مہمیز مہیا کرنے کے لیے اپنے تدریسی مواد کو سوال اور جواب کی جدلیات سے ترتیب دینا چاہیے۔

ادب و زبان کی تعلیم یونیورسٹیوں میں جس سطح کی بھی ہو طلبا میں تخلیقی سوچ کو ابھارنے کے لیے طلبا کو بولنے اور سوال اٹھانے کے قابل بنانا ہی ہماری یونیورسٹی کا اصل فریضہ ہے تا کہ طلبا کے لیے ادب اور ادبی سوال دونوں زندگی اور

موت کا مسئلہ بن جائیں اور طالب علم ڈگری کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنے وجود کی گہرائی میں ادب معاشرت سماج اور تہذیب سے جڑ جائے۔ اس عمل میں اگر کہیں روایتی طریقہ تدریس سے انحراف کا عمل بھی واقع ہو جائے تو یہ قربانی بھی دے دینی چاہیے۔

معیار کے پندرہویں شمارے میں مختلف النوع مسائل اور موضوعات کے تحت مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ معیار کے موجودہ شمارے میں اقبالیات اور مابعد جدید منہاج کی اہمیت اور تحریر سے بحث کرنے والی تحریریں بھی موجود ہیں اور روایتی ادبی تنقید کے منہج کے تحت لکھے گئے مقالات بھی شامل ہیں۔ قارئین کی آراء کی روشنی میں اس عمل کو مزید بہتر بنانے کا ہمارا عزم جاری رہیگا۔

مدیر
عزیز ابن الحسن